السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مظفر گڑھ سے عمر فاروق دریافت کرتے ہیں کہ بچی کی شادی کب کرنا چاہیے ہم نے سنا ہے کہ اگر بروقت شادی نہ کی جائے تو جتنے مخصوص ایام اپنے والد کے گھر گزارے گی اتنے ہی قتل ناحق والد کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جب بچی بالغ ہو جائے تو مناسب رشتہ ملنے پر اس کا نکاح کر دینا چاہیے اس کے متعلق دانستہ طور پر تاخیر کرنا شرعاً درست نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ تین چیزوں کے متعلق دیر نہ کرنا۔

(1) جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کی ادائیگی کا فکر ہونا چاہیے۔

(2) جب جنازہ تیار ہو جائے تو اس میں بھی دیر نہیں لگانا چاہیے۔

(3) جب بچی کا ہم پلہ مل جائے تو اس کے نکاح میں لیت و لعل نہیں کرنا چاہیے۔ (ترندی) نیز حدیث میں ہے: "کہ جب رشتہ کے متعلق تم سے کوئی ایسا آدمی رابطہ کرتا ہے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہے تو اپنی بچی کا اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہیں کرو گے تو بہت بڑا فساد اور عظیم فتنہ برپا ہو گا۔ (ترندی)

ان احادیث کے پیش نظر کوئی بھی باعزت سرپرست اپنی جوان بچی کو گھر بٹھانا گوارا نہیں کرتا بعض اوقات حالات اجازت نہیں دیتے یا مناسب رشتہ نہیں ملتا یا مالی طور پر کچھ کمزوری ہوتی ہے ایسے حالات میں تاخیر ہو جائے تو امید ہے مواخذہ نہیں ہو گا لیکن اگر حالات سازگار ہوں مناسب رشتہ بھی ملتا ہے اور شرائط پورا اترتا ہے تو تو ایسے حالات میں بچی کی شادی نہ کرنا جرم ہے اگر بچی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو والد یا سرپرست سے ضرور مواخذا ہو گا باقی سوال میں ذکر کردہ ہمارے ہاں رائج روایت کہ مخصوص ایام گزرنے کا خود ساختہ مفروضہ جہلا کا مسئلہ ہے کہ اتنے ہی قتل والد کے کھاتہ میں لکھے جاتے ہیں اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے بہر حال ایک عزت وار مسلمان کو چاہیے کہ جب بھی بچی جوان ہو جائے تو اس کے ہاتھ پیلے کرنے کا بہانہ بنا کر دانستہ ٹال مٹول نہ کرے بلکہ جلدی اس کا نکاح کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے، (واللہ اعلم بالصواب)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:335